الدر المنثور فی التفسیر بالماثور میں امام سیوطی کے تسامحات کا علمی مطالعہ

An Overview of Academic Discrepencies in Suyūṭi's *al-Durr al-Manthūr*

ڈاکٹر حشمت بی بی*

Abstract

While doing my PhD research on a portion of al-Durr al-Manthūr, I came across some academic discrepancies and unauthentic reports in this great work of al-Suyūṭi. This article analyzes these instances with the aim of promoting critical approach towards tafsīr literature, especially the part dealing with tales of creation and stories of ahl al-kitāb. Experties in the science of the authentication of aḥādīth and riwāyāt would help scholars to view the past knowledge with accuracy or otherwise there are ample chances of not reaching to the truth.

علامہ جلال الدین سیوطی علمی و مذہبی دونوں اعتبار سے ان ائمہ میں سے ہیں جن کے فضل و کمال اور جلالت علمی پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔ شیخ الاسلام محمد غزی (1061ھ) نے اپنی تصنیف الکواکب السائرہ میں ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"الشیخ العلامة، الإمام، المحقق، المدقق، المسند، الحافظ شیخ الإسلام جلال الدین أبو الفضل ابن العلامة کمال الدین الأسیوطي، الخضیري، الشافعي صاحب المؤلفات الجامعة، و المصنفات النافعة"[1]

مؤرخ ابن العماد (1089ھ) نے شذرات الذھب میں امام صاحب کا تذکرہ بھی المسند المحقق المدقق صاحب المؤلفات الفائقة النافعة[2] سے کیا ہے۔ حافظ شمس الدین محمد بن طولون نے علامہ موصوف کو کان بارعاً في الحدیث وغیرہ من العلوم، بلغت عدة مصنفاته نحو الستمائة، وکان في درجة المجتھدین في العلم والعمل سے یاد کیا ہے[3]۔

تفسیر الدر المنثور علامہ سیوطیؒ کی معروف و مشہور تفسیر ہے جو تفاسیر ماثورہ میں اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ اصل میں امام صاحب کی ایک مبسوط و مفصل تفسیر "ترجمان القرآن" کا اختصار ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے اس سے اصل تفسیر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ملخص تفسیر میں علامہ سیوطیؒ نے عام بیزاری کے خوف

*لیکچرار شعبہ اسلامیات، شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور

سے تمام اسانید حذف کر لیں اور ہر روایت کو اس کے اصل ماخذ کی طرف منسوب کر دیا۔ امام صاحب در منثور کے مقدمہ میں یوں رقمطراز ہیں:

جب میں تفسیر ترجمان القرآن کی تصنیف سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس میں احادیث کی اسناد بتمام و کمال مذکور ہیں۔ حالانکہ دور حاضر میں ہمت پست ہو چکی ہے اور لوگ اسانید سے قطع نظر صرف متن پر حدیث کا مطالعہ کرنا چاہتے اور طوالت سے گھبراتے ہیں۔ بنابریں میں نے ترجمان القرآن کا خلاصہ الدر المنثور کی صورت میں تیار کیا۔ اس میں صرف متن روایت پر اکتفاء کیا اور جس کتاب سے وہ روایت لی اس کا ذکر کر دیا۔[4]

الدر المنثور امام السیوطیؒ کے علم و فضل، سیلان قلم، اور نادر صبر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ تفسیر اپنے اندر بہت سی انفرادی خصوصیات رکھتی ہے، جن میں سے ایک اس کتاب کی جامعیت ہے۔ مؤلف نے اس میں صحاح ستہ کے علاوہ ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، عبد بن حمید، ابو شیخ، ابن مردویہ، ابن ابی الدنیا، مسند احمد، اور نحاس سے تفسیری اقوال کا خاصا ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ اس میں انہوں نے تقریباً ۴۰۰ کتب سے روایات اخذ کی ہیں[5]۔ جن میں ایسی کتابوں کا ایک وافر ذخیرہ نقل کیا ہے جو آج کل یا تو بالکل مفقود ہیں یا ان کا کچھ حصہ دستیاب ہے۔ پی ایچ ڈی مقالے کی تحقیق کے دوران، جہاں اس تفسیر کے علمی مقام کے بارے میں میرا علم الیقین، عین الیقین میں تبدیل ہوا، اور امام سیوطیؒ کی اس شاہکار تصنیف کی شرف و منزلت محقق کے دل و دماغ میں مزید راسخ ہوئی، اس کے ساتھ ساتھ امام سیوطیؒ کے دورانِ تفسیر کچھ تسامحات پر بھی نظر پڑی۔ اگرچہ امام سیوطیؒ کے ان تسامحات کی نسبت، اُن کے علمی موشگافیوں اور تفسیری کاوشوں کے مقابلے میں قطرہ کی نسبت ایک بحر بیکراں جیسی ہے اور ان تسامحات کی سرزدگی اور نشاندہی سے ان کے علمی مقام یا الدر المنثور کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی، لیکن تحقیق کا تقاضا یہ ہے کہ ان تسامحات کی نشاندہی کی جائے اور علمی حلقوں میں اس کو عام کیا جائے تاکہ الدر المنثور کے قارئین یا اس پر تحقیق کرنے والے ان باتوں کو ذہن نشین کر کے الدر المنثور سے علمی استفادہ میں آگے بڑھیں، اور ان تسامحات کی وجہ سے علمی الجھنوں اور غلطیوں سے بچ سکیں۔ اس مقالہ میں مکمل الدر المنثور کا جائزہ ممکن نہیں، اس لیے منتخب سورتوں سے آیات کریمہ کی نسبت اور احادیثِ مبارکہ میں متن و سند میں تصحیف کا ایک علمی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ذیلی آیات کی تحقیق

حافظ سیوطیؒ قرآن کریم کی آیات کی تشریح و توضیح میں کئی احادیث، صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے

آثار سے استدلال کرتے ہیں جس میں آیت کی تشریح کے لئے کئی ذیلی آیات مذکور ہوتی ہیں۔ متن میں موجود ان آیتوں کے تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ نمبروں میں واضح غلطی موجود ہے کئی جگہ سورتوں کے ناموں میں بھی غلطی ہے۔ نمونے کے طور پر سورۃ یونس اور سورۃ ہود سے چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

1. (وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ) سورہ فاطر کی 43 نمبر آیت ہے۔ مذکورہ طبع میں آیت 42 لکھا ہوا ہے۔ یہی آیت دوسرے صفحہ پر سورہ النساء، آیت 137 کے ساتھ مذکور ہے[6]۔

2. (فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ) سورۃ الفتح کی دسویں نمبر آیت ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں الفرقان آیت 77 لکھا ہوا ہے۔7

3. "مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْ لَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا" سورۃ الفرقان کی 77 نمبر آیت ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں سورۃ الفتح:10 کے ساتھ مذکور ہے[8]۔

4. "مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ" سورۃ فاطر آیت 43 کے ساتھ مذکور ہے جبکہ یہ سورۃ النساء کی 147 نمبر آیت ہے[9]۔

5. "وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ" سورۃ ابراہیم کی 46 نمبر آیت ہے۔ مطبوعہ نسخہ میں 26 ہے[10]۔

6. "وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ" سورۃ الانعام کی آیت 90 نہیں ہے بلکہ 91 نمبر آیت ہے[11]۔

روایات کی تحقیق:

"وأخرج الطيالسي وأبو نعيم في المعرفة من طريق مصعب بن سعد عن سعد قال : أصبت سيفا يوم بدر فأتيت به النبي فقلت : يا رسول الله نفلنيه فقال " ضعه من حيث أخذته فنزلت يسئلونك عن الأنفال وهي قراءة عبد الله هكذا الأنفال"

"طیالسی اور ابو نعیم نے المعرفہ میں مصعب بن سعد کی سند سے سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: کہ انہوں نے کہا: غزوئہ بدر کے دن میں نے ایک تلوار اٹھائی اور وہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ یہ تلوار مجھے عطا فرمادیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وہیں رکھ دو جہاں سے اسے اٹھایا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: يَسئلُونَك عَنِ الأنفَالِ اور یہی عبد اللہ کی قراءت ہے کہ انفال اسی طرح ہے"

نقد:

امام صاحب نے اس روایت کی تخریج مسند طیالسی اور ابو نعیم کی کتاب معرفۃ الصحابۃ سے کی ہے جس کے مطابق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت یسئلونك عن الأنفال ہے جب کہ ابو نعیم کی کتاب معرفۃ الصحابہ میں یسئلونك الأنفال ہے[12]۔ اس طرح ابو حیان اندلسی نے البحر المحیط میں بھی ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود، سعد بن ابی وقاص، علی بن حسین وغیرہ یسئلونك الأنفال پڑھتے تھے حالانکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ قراءت شاذ ہے۔[13]

تفسیر در منثور میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے غزوہ بدر کے مطلق ایک روایت مروی ہے کہ جب آپ ﷺ کو اطلاع موصول ہوئی کہ شام سے ابو سفیان کا قافلہ آرہا ہے آپ ﷺ نے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے خروج کا حکم فرمایا۔ دوسری طرف ابو سفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو قافلے کے بچاؤ کے لئے مکہ بھیجا۔ ابھی آپ ﷺ وادی وجران میں پہنچے تھے کہ آپ ﷺ کو قافلہ کے بچاؤ کے لئے کفار مکہ کے خروج کی اطلاع ملی۔ اس وقت آپ ﷺ نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا۔۔۔[14]

نقد:

یہ غزوہ بدر سے متعلق ایک روایت ہے جس کے مطابق آپ ﷺ کو وادی وجران پہنچ کر کفار مکہ کے لشکر کی اطلاع ملی۔ جب کہ کتب تاریخ جیسے تاریخ طبری، سیرت ابن ہشام وغیرہ میں ذَفِران نام آیا ہے جو مدینہ کے نواح میں وادی صفراء کے قریب ایک وادی ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ وادی الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر دائیں جانب وادی ذَفِران کی طرف چلے۔[15] جب کہ وجران ارمینیہ کے قریب ایک شہر ہے جس کا موسم سخت سرد ہے[16]۔

> "وأخرج أبو الشيخ عن اسدي رضي الله عنه في قوله إلا الذين عاهدتم من المشركين قال: هؤلاء بنو ضمرة وبنو مدلج حيان من بني كنانة كانوا حلفاء النبي صلى الله عليه وسلم في غزوة العسرة۔۔۔"[17]

> "ابو الشیخ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول إلا الذين عاهدتم من المشركين کے بارے میں سدیؒ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنو ضمرہ اور بنو مدلج بنی کنانہ میں سے دو قبیلے ہیں غزوہ عسرہ میں نبی کریم ﷺ کے حلیف تھے۔۔۔"

نقد:

اس روایت میں غزوہ عسرہ کا ذکر آیا ہے جس میں بنو کنانہ کے دو قبیلے بنو ضمرہ اور بنو مدلج نبی اکرم ﷺ کے

ساتھی اور حلیف تھے۔ اصل مصدر "الدر المنثور" میں غزوۃ العسرۃ ہے۔ جب کہ تاریخ کی کتابوں میں اس غزوہ کا نام غزوۃ العشیرۃ یا العُسیرۃ ہے[18]۔ جمادی الآخر 2 ہجری (623م) میں آپ ﷺ دو سو یا ڈیڑھ سو مہاجرین کے ساتھ قریش کے ایک قافلے کو روکنے کے لیے عشیرہ روانہ ہوئے جو ینبع کے قریب واقع ہے۔ یہ قافلہ شام کی طرف جا رہا تھا۔ یہاں لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور آپ بنو مدلج اور ان کے حلیفوں سے معاہدہ فرما کر واپس تشریف لے آئے[19]۔ اس کے برعکس غزوہ عسرہ غزوہ تبوک کا دوسرا نام ہے جو سخت گرمی میں پیش آیا تھا جس میں پانی کی تنگی بھی تھی، خوراک کی قلت بھی تھی اور سواری کے کم ہونے کی مشقت اور اذیت بھی۔ امام بخاریؒ نے غزوۃ تبوک وھي غزوۃ العسرۃ کے نام سے باب بھی قائم کیا ہے[20]۔

"وأخرج ابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد رضي الله عنه في قوله سنعذبهم مرتين قال: عذاب في القبر وعذاب في النار"[21]

نقد:

سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ کے بارے میں علامہ سیوطیؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد "عذاب فی القبر، وعذاب فی النار" ہے لیکن تفسیر ابن ابی حاتم میں "سَنُعَذِّبُهُمْ" کے بارے میں مجاہدؒ کا قول یوں بیان ہوا ہے: عذبوا بالجوع مرتين[22]۔ یعنی ان کو دو دفعہ بھوک (قحط سالی) کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

"أخرج ابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وأبو الشيخ عن مجاهد رضي الله عنه في قوله فلما ذهب عن إبراهيم الروع وجاءته البشرى قال: الغرق يجادلنا في قوم لوط قال: يخاصمنا"[23]

"ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے مجاہدؒ سے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ میں الرَّوعُ سے مراد غرق ہے اور یجَادِلُنَا کا معنی ہے وہ ہم سے جھگڑنے لگے"

نقد:

مذکورہ روایت کی تخریج ذکر کردہ مصادر، تفسیر الطبری اور تفسیر ابن ابی حاتم سے کی گئی[24] جن میں "فلما ذهب عن إبراهيم الروع وجاءته البشرى" کے معنی **الفرق** لکھا ہوا ہے جس کے معنی ہیں گھبرانا، بہت ڈرنا[25]۔ اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے: وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ۔[26] جب کہ "الغرق" کا لفظ مذکورہ مصادر میں نہیں ملا، جیسا کہ الدر المنثور میں آیا ہے۔ ابن منذر کی کئی کتابیں مفقود ہیں جو دستیاب کتب ہیں اس میں مذکورہ روایت نہیں ملی۔

اسناد، اعلام اور رواۃ کی تحقیق:

"وأخرج ابن أبي حاتم عن سعيد رضي الله عنه قال خرجت أريد أن أشرب ماء المر قال: لا تشرب ماء المر فإنه لما كان زمن الطوفان أمر الله الأرض أن تبلع ماءها وأمر السماء أن تقلع فاستعصى عليه بعض البقاع فلعنه فصار ماؤه مرا وترابه سبخا لا ينبت شيئا"[27]

"ابن ابی حاتم نے سعیدؒ سے یہ قول بیان کیا ہے میں نکلا اور میں نے کڑوا پانی پینے کا ارادہ کیا۔ تو کہا گیا: تو کڑوا پانی (سمندر کا پانی) نہ پی۔ کیونکہ جب طوفان کا زمانہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ اپنا پانی جذب کر لے اور آسمان کو حکم دیا کہ وہ بھی تھم جائے اس پر زمین کے بعض ٹکڑوں نے نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی جس کی وجہ سے اس کا پانی کڑوا ہو گیا۔ اس کی مٹی میں شور ہو گیا اور وہ کوئی شے نہیں اگا سکتی"

نقد:

مذکورہ روایت تفسیر ابن ابی حاتم سے لی گئی ہے جس میں یہ روایت "سعید" کے بجائے "ابو سعیدؓ" سے مروی ہے۔ سند کچھ یوں ہے: عبد اللہ بن سنان عن نوح بن المختار عن ابی سعید[28]۔

"وأخرج ابن عدي وابن عساكر عن أبي الحلة قال: رأيت امرأة لوط قد مسخت حجر تحيض عند كل رأس شهر"[29]

"ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو الحلۃ سے یہ قول بیان کیا ہے میں نے لوط علیہ السلام کی بیوی کو دیکھا، اسے پتھر میں بدل دیا گیا ہے اور اسے ہر مہینے کے شروع میں حیض آتا ہے"

نقد:

امام سیوطیؒ نے الدر المنثور میں مذکورہ روایت کی تخریج ابن عدی کی کتاب الکامل اور ابن عساکر کی کتاب تاریخ دمشق سے کی ہے جہاں یہ روایت "ابو الحلۃ" سے مروی ہے لیکن مذکورہ کتب التخریج کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت "ابو الحلۃ" کی بجائے "ابو جلد" سے مروی ہے[30]۔ دیگر کتب تراجم اور کتب تاریخ میں بھی ابو جلد ہے۔ یہ جیم کے فتحہ کے اور لام کے سکون کے ساتھ ہے ان کا نام جیلان بن ابی فروۃ اسدی بصری ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام جیلان بن فروۃ تھا۔ ان سے قتادہؒ اور ابو عمر جونیؒ نے روایتیں کی ہیں۔ امام احمدؒ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔[31]

"وأخرج ابن مردويه عن مجمع بن حارثة قال: الذين استحملوا النبي صلى الله عليه وسلم فقال: لا أجد ما أحملكم عليه سبعة نفر علية بن زيد الحارثي وعمر بن

غنم الساعدي وعمرو بن هرمي الرافعي وأبو ليلى المزني وسالم بن عمرو العمري وسلمة بن صخر الزرقي وعبد الله بن عمرو المزني"[32]

"ابن مردویہ نے مجمع بن حارثہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں کوئی شے نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ وہ سات افراد تھے یعنی علیہ بن زید حارثی، عمر بن غنم ساعدی، عمرو بن ہرمی رافعی، ابو لیلیٰ مزنی، سالم بن عمرو عمری، سلمہ بن صخر زرقی اور عبداللہ بن عمرو مزنی"

نقد:

مجمع بن حارثہ : الدر المنثور کے زیر استعمال مطبوعۃ میں "مجمّع بن حارثۃ" ہے جبکہ صحیح "جاریۃ" ہے۔ کتب تراجم میں مجمع بن جاریۃ ہی لکھا ہوا ہے۔ مجمّع بن جاریہ یا ابن یزید بن جاریہ بن عامر اوسی انصاری کا شمار قرآن کریم جمع کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں ہوتا ہے۔[33]

عمر بن غنم:

الدر المنثور میں عمر بن غنم ساعدی ہے جب کہ یہ "عمرو بن غنم" ہے۔ عمرو بن غنم بن مازن بن قیس الخزرجی بدری صحابی ہیں جن کے بارے میں غزوہ تبوک کے موقع پر تولوا واعينهم تفيض من الدمع آیت نازل ہوئی[34]۔

سالم بن عمرو عمری :

الدر المنثور کے مطبوعۃ میں "سالم بن عمرو عمری" ہے جبکہ صحیح "سالم بن عمیر" ہے۔ جیسا کہ اگلی روایت میں ذکر ہے[35]۔ سالم بن عمیر بن ثابت بن النعمان بنو عمرو بن عوف میں سے تھے۔ وہ بدر، احد اور دوسرے تمام مشاہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ وہ بکائین صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی[36]۔

"أخرج أبو عبيد وسنيد وابن جرير وابن المنذر وابن مردويه عن حبيب الشهيد عن عمرو بن عامر الأنصاري أن عمر بن الخطاب قرأ" "[37]

" ابو عبید، سنید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حبیب الشہید سے اور انہوں نے عمرو بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔۔"

نقد:

حبیب بن شہید:

الدر المنثور کے زیر استعمال مطبوعہ میں "حبیب الشہید" ہے جب کہ کتب التخریج، فضائل القرآن، تفسیر الطبری میں حبیب بن شہید ہے[38]۔

حبیب بن شہید ازدی، ابو محمد یا ابو شہید بصری، تابعی ۷۹ھ (۶۹۸م) کو پیدا ہوئے۔ وہ زبیر بن عوام اور انس بن مالک سے مرسل روایات بیان کرتا ہے۔ ان کے شیوخ میں حسن بصری، میمون بن مہران، عمرو بن شعیب کے علاوہ کثیر تعداد شامل ہے۔ ان سے ان کے بیٹے ابراہیم، یحیی قطان، ابو اسامہ وغیرہ نے روایتیں کی ہیں۔ امام احمد نے انہیں ثقہ، مامون کہا ہے۔ انہوں نے ٦٦ سال کی عمر میں ١٤٥ھ (٧٦٢م) میں وفات پائی[39]۔

"وأخرج أبو الشيخ عن أبي أسامة ومحمد بن إبراهيم التميمي قالا: مر عمر بن الخطاب برجل وهو يقرأ والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان فوقف عمر--"

"ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ ابو اسامہ اور محمد بن ابراہیم تیمی دونوں نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ یہ پڑھ رہا تھا: وَالسَّابِقُونَ الاَوَّلُونَ مِنَ المھاجِرِینَ وَالاَنصارِ وَالَّذِینَ اتَّبَعُوھم بِاِحسَانٍ تو عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے۔۔۔"[40]

نقد:

الدر المنثور میں "ابو اسامۃ" ہے اصل میں "ابو سلمۃ" ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف زہری، مدنی مشہور صحابی عبد الرحمٰن بن عوف کے فرزند تھے۔ ان کا نام عبد اللہ تھا لیکن کنیت سے زیادہ مشہور ہوئے۔ حدیث میں اپنے والد، حضرت عثمانؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابو درداءؓ، حسان بن ثابتؓ، ابو ہریرۃؓ اور بہت سے اکابر تابعین سے سماع حدیث کیا۔ عمر بن دینار، زہری، یحیی بن سعید انصاری وغیرہ آپ کے تلامذہ ہیں۔ ابن حجر نے انہیں ثقہ اور علامہ بن سعد نے ثقہ، فقیہ اور کثیر الحدیث لکھا ہے[41]

"وأخرج ابن ابي شيبة والترمذي والحاكم وصححه وابن ماجة عن أسيد بن ظهيرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال "صلاة في مسجد قباء كعمرة"[42]

"ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے اسیدؓ بن ظہیرہ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مسجد قبا میں ایک نماز ادا کرنا عمرہ کرنے کے برابر ہے"

الدرالمنثور کے مطبوعہ میں "اسید بن ظهيرة" ہے جب کہ تمام کتب تخریج میں ظہیر ہے[43]۔ اسید بن ظہیر بن رافع انصاری اوسی، ابو ثابت، صحابی، غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ ان سے مجاہدؒ، عکرمہ بن خالد اور ان کے بیٹے رافع نے روایتیں کی ہیں۔ انھوں نے عبد الملک بن مروان کے دور خلافت میں وفات پائی۔[44]

"وأخرج ابن سعد عن عباد بن الوليد بن عبادة بن الصامت " أن أسعد بن زرارة أخذ بيد رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة العقبة فقال: يا أيها الناس هل تدرون علام تبايعون محمدا؟"[45]

"ابن سعد نے عباد بن ولید(۱) بن عبادہ بن صامت سے روایت بیان کی ہے کہ عقبہ کی رات اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اعلان کیا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ تم کس پر محمد ﷺ کی بیعت کر رہے ہو؟۔۔۔"

عبادۃ بن ولید بن عبادۃ بن صامت:

الدرالمنثور میں "عباد بن ولید" ہے جبکہ کتاب التخریج، الطبقات الکبریٰ میں عبادۃ بن ولید ہے۔ دیگر کتب تراجم میں بھی اس طرح ہے[46]۔ عبادۃ بن ولید بن عبادۃ بن صامت انصاری، ابو صامت اپنے دادا، عائشہؓ، ابو ایوب، اپنے والد اور ربیع بنت معوذ سے روایت کرتا ہے۔ جبکہ ان سے ابن اسحاق، عبید اللہ بن عمر اور یحیٰ بن سعید انصاری نے روایتیں بیان کی ہیں۔ ابو زرعہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔[47]

"وأخرج ابن أبي حاتم وأبو الشيخ والبيهقي في الدلائل عن محمد بن عبد الله بن عقيل بن أبي طالب في قوله الذين اتبعوه في ساعة العسرة قال..."[48]

"ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عقیل بن ابی طالب نے اسی آیت کے ضمن میں کہا۔۔۔"

نقد:

کتاب التخریج تفسیر ابن ابی حاتم میں یہ روایت عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے جبکہ الدرالمنثور کے زیر استعمال مطبوعہ میں محمد بن عبد اللہ بن عقیل سے مروی ہے۔ اس نام سے ان کا ترجمہ نہیں ملا[49]۔

عبد اللہ بن محمد بن عقیل ابن ابی طالب، ابو محمد جابر، ابن عمر اور انس بن مالک سے روایت بیان کرتا ہے۔ ان سے دونوں سفیانوں، حماد بن سلمہ اور بشر بن مفضل نے روایتیں لی ہیں۔ ابن معین نے انھیں ضعیف کہا ہے۔ انھوں نے ۱۴۰ھ (۷۵۷م) کے بعد وفات پائی۔[50]

"وأخرج ابن أبي حاتم وأبو الشيخ عن أبي جهيم موسى بن سالم رضي الله عنه في قوله فاليوم ننجيك ببدنك قال : كان لفرعون شيء يلبسه يقال له البدن يتلألأ۔"[51]

الدر المنثور کے زیر استعمال مطبوعہ میں "ابو جہم" ہے جب کہ کتاب التخریج اور کتب تراجم میں "ابو جہضم موسی بن سالم" ہے[52]۔

ابو جہضم موسی بن سالم آل عباس کے غلام تھے۔ وہ عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس سے روایت کرتا ہے جب کہ ان سے امام ثوری، دونوں حمادوں، لیث، عبد الوارث اور ابن علیہ نے روایتیں کی ہیں۔ امام احمد اور ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے[53]

"وأخرج ابن سعد من طريق موسى بن يعقوب عن السري بن عبد الرحمن عن عباد بن حمزة أنه سمع جابر بن عبد الله يخبر : أنه سمع رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول"[54]

"ابن سعد نے موسیٰ بن یعقوب کی سند سے سری بن عبد الرحمن سے اور انہوں نے عبادہ بن حمزہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دیتے سنا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:"

عباد بن حمزہ:

الدر المنثور میں "عبادۃ بن حمزہ" ہے جبکہ کتب تراجم میں عباد بن حمزہ بن عبد اللہ بن الزبیر اسدیؒ ہے۔ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے اور ان سے ہشام بن عروہ نے روایت لی ہے۔ وہ عبد الملک بن حمزہ کے بھائی ہیں۔ ابن حجر نے انھیں ثقہ کہا ہے۔[55]

مذکورہ غلطیاں یا تو املائی ہیں یا طباعت کی بہر حال ان کی تحقیق و تخریج در منثور کے علمی مطالعے میں شاید مفید ثابت ہو۔

حواشی وحوالہ جات

[1] النجم الغزي، نجم الدين محمد بن محمد الغزى، الكواكب السائرة بأعيان المئة العاشرة، دار الكتب، بيروت، ط1، 1997م ،ج1، ص227۔

[2] ابن العماد، عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، تحقيق: عبد القادر الأرنؤوط، محمود الأرناؤوط، دار بن كثير، دمشق، 1406ھ، ج8، ص51۔

[3] ابن طولون، محمد بن على بن احمد بن طولون، مفاكهة الخلان في حوادث الزمان، دار الكتب العلميه، بيروت، ط1، 1998م، ص205۔

[4] جلال الدين السيوطى، الدر المنثور فى التفسير بالماثور، مركز هجر للبحوث و الدراسات العربيه والاسلاميه، قاهره، ط1 2003م، ج1، ص3۔

[5] عامر حسن صابرى، مصادر السيوطى فى الدر المنثور، مجلة الآداب بجامعة الامارات، 1988م، ص191 - 234۔

[6] جلال الدين السيوطى، الدر المنثور فى التفسير بالماثور، دار الكتب العلميه بيروت، ط2، 2004م، ج3، ص543، 544۔

[7] السيوطى، الدر المنثور، ج3، ص544۔

[8] ايضاً

[9] ايضاً

[10] السيوطى، الدر المنثور، ج3، ص571۔

[11] السيوطى، الدر المنثور، ج3، ص603۔

[12] الطيالسي، سليمان بن داود، دار المعرفة، بيروت، احاديث سعد بن ابى وقاص، رقم: 208؛ ابونعيم الاصبهانى، احمد بن عبدالله بن احمد، معرفة الصحابة، تحقيق: عادل بن يوسف العزازى، دارالوطن للنشر، الرياض، ط1، 1998م، كتاب: الاسماء، باب: معرفة المشهود لهم بالجنة، رقم:504۔

[13] ابوحيان الاندلسى، البحر المحيط، دارالفكر، بيروت، ط2، 1983م، ج4، ص454۔

[14] السيوطى، الدر المنثور، ج3، ص307۔

[15] ياقوت بن عبدالله الحموى، معجم البلدان، دارالفكر، بيروت، طبع وتاريخ طبع نا معلوم، ج3، ص6؛ الطبرى، محمد بن جرير بن يزيد، تاريخ الأمم والملوك، دار الكتب العلمية، بيروت، ط1، 1986م، ج2، ص140؛ ابن ہشام، السيرة النبوة، تحقيق: مصطفى السقا اور ديگر، مكتبہ مصطفى البابى الحلبى، قاهرة، ط2، 1955م، بقية طريق الى بدر، ج1، ص 613۔

[16] ياقوت حموى، معجم البلدان، ج5، ص363۔

[17]السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص383۔

[18]ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط2001، 1م، ج3، ص246۔

[19]صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، مکتبہ السلفیہ، لاہور، ۲۰۰۳م، ص272؛ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، 1، ص599۔

[20] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، تحقیق: مصطفیٰ دیب، دار ابن کثیر الیمامہ، بیروت، ط2، 1987م، کتاب المغازی، باب غزوۃ تبوک وھي غزوۃ العسرۃ، رقم:74۔

[21]السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص487۔

[22]ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: اسعد محمد الطیب، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، ط2، 1999م، سورۃ التوبۃ، ج6، ص1871، رقم:10307۔

[23]السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص617۔

[24]الطبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تأویل القرآن، تحقیق: احمد محمد شاکر، مؤسسۃ الرسالۃ، ط2000، 1م، سورۃ ھود، رقم: 18336، 19339؛ تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ ھود، رقم: 11032، 11039۔

[25]وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، ط1، 2001م، مادہ: (ف ر ق)

[26]التوبۃ:56

[27]السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص604۔

[28]تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ ھود، رقم: 10907۔

[29]السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص624۔

[30]ابن عدی، عبداللہ بن عدی الجرجانی، الکامل فی الضعفاء الرجال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط1، 1997م، ج1، ص201؛ ابن عساکر، علی بن الحسن ابو القاسم، تاریخ مدینۃ دمشق، دارالفکر، بیروت، 1995م، ج50، ص327، 326۔

[31]ترجمہ کے لئے دیکھیں: الدولابی، الکنی والاسماء، ج1، ص617؛ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، رقم:2275؛ البخاری، التاریخ الکبیر، ج2، ص231، رقم:2362۔

[32]در منثور، ج3، ص479

[33]ترجمہ کے لئے دیکھیں: ابونعیم، معرفۃ الصحابۃ، ج5، ص2544؛ ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ج4، ص188، رقم:4682۔

[34]ابن الأثیر، عز الدین علی بن محمد، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، تحقیق: الشیخ خالد طرطوسی، دارالکتب العربی، بیروت ط2006، 1م، ج3، ص518، رقم:4004۔

[35]السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص480

[36] دیکھیں: ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ج2، ص217، رقم: 1901

[37] السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص483

[38] ابو عبید، القاسم بن سلام، فضائل القرآن، تحقیق: وہبی سلیمان غاوجی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1991م، ص 173؛ تفسیر الطبری، سورۃ التوبۃ، رقم: 17118۔

[39] ترجمہ کے لئے دیکھیں: الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج7، ص56، رقم: 17؛ مغلطای، اکمال تہذیب الکمال، ج3، 367، رقم: 1160؛ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج1، ص650 رقم: 1302

[40] ایضاً

[41] ترجمہ کے لئے دیکھیں: ابن سعد، الطبقات الکبری، ج5، ص118، رقم: 693؛ ابن حجر، تقریب التہذیب، ج2، ص 427، رقم: 9474؛ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج4 ص287، رقم 108۔

[42] السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص496

[43] ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبداللہ بن محمد، المصنف فی الأحادیث و الآثار، تحقیق: کمال یوسف الحوت، مکتبۃ الرشید، الریاض، ط1، 1988م، کتاب الفضائل، باب فی مسجد قباء، رقم: 23524؛ الترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ، الجامع الصحیح سنن الترمذی، تحقیق: احمد محمد شاکر اور دیگر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع و تاریخ طبع نامعلوم، کتاب ابواب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی مسجد قباء، رقم: 324؛ الحاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط1، 1990م، اول کتاب المناسک، رقم: 1792؛ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی الصلاۃ فی مسجد، رقم: 1411۔

[44] دیکھیں: ابو نعیم، معرفۃ الصحابۃ، ج1، ص 261؛ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر و الأعلام، تحقیق: عمر عبد السلام تدمری، دار الکتاب العربی، لبنان، ط1، 1987م، ج5، ص74؛ ابن حجر، احمد بن علی بن محمد عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، تحقیق: خلیل مامون شیحا، دار المعرفۃ، بیروت، ج1، ص84، رقم: 188۔

[45] السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص501

[46] ابن سعد، محمد بن منیع ہاشمی، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: محمد عبد القادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط 2، 1997م، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص609۔

[47] ترجمہ کے لئے دیکھیں: ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ج6، ص96، رقم: 496؛ الذہبی، تاریخ الاسلام، ج7، ص132۔

[48] السیوطی، الدر المنثور، ج3، ص512

[49] تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ التوبۃ، ج6، ص 1898، رقم: 10081؛ البیہقی، احمد بن الحسین بن علی، دلائل النبوۃ، تحقیق: عبد المعطی امین قلعجی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط1، 1986م، باب جماع ابواب غزوۃ تبوک، ج5، ص227۔

[50]ترجمہ دیکھیں: النووی، یحی بن شرف، تھذیب الأسماء و اللغات، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط 1، 2007م، ج 1، ص 315، رقم: 330، الذہبی، تاریخ الاسلام، ج 9، ص 196۔

[51]السیوطی، الدر المنثور ، ج 3، ص 570

[52]تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ یونس، رقم: 10572۔

[53]ترجمہ دیکھیں؛ الذھبی، تاریخ الاسلام، ج 8، ص 550؛ ابن ابی حاتم، الجرح و التعدیل، ج 8، س 143، رقم: 649؛ ابن حجر، تقریب التہذیب، ص 550، رقم: 6962۔

[54]السیوطی، الدر المنثور ، ج 3، ص 499

[55]ترجمہ کے لئے دیکھیں: ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، الثقات، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط 1، 1998م، ج 5، ص 141 ، رقم 4263؛ ابن حجر، تقریب التہذیب، ص 289، رقم: 3125۔